اسلامی نظریاتی کونسل میں حضرت آیۃ اللہ جنتی کی آمد

اور

جناب صدر جنرل (ر) پرویز مشرف سے ملاقات

ایران کے 'ادارہ شوریٰ نگہ بان' (The Guardian Council) کے ایک وفد نے حضرت آیۃ اللہ جنّتی (Jannati) کی قیادت میں مئی کے تیسرے ہفتے میں پاکستان کا دورہ کیا۔ معزز وفد کے ارکان ۱۶ مئی کو اسلامی نظریاتی کونسل اسلام آباد کے دفتر میں بھی تشریف لائے۔ اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین ڈاکٹر محمد خالد مسعود نے حضرت آیۃ اللہ جنتی اور اُن کے وفد کا خیرمقدم کرتے ہوئے انہیں اسلامی نظریاتی کونسل کی علمی اور قانونی سرگرمیوں سے آگاہ کیا۔ اس خطاب کے جواب میں جناب آیۃ اللہ جنتی نے ایران کی شوریٰ نگہ بان کی علمی اور قانونی پوزیشن کو بیان کیا۔ جس کی رو سے ایران اسمبلی شوریٰ نگہ بان کے کسی فیصلے کو چیلنج نہیں کر سکتی۔ جب کہ پاکستان کی اسلامی نظریاتی کونسل کی رائے پاکستان اسمبلی کے لیے ایک تجویز کا درجہ رکھتی ہے جسے قبول یا مسترد کرنا پاکستانی اسمبلی کا حق ہے۔''

حضرت آیۃ اللہ جنتی نے اپنے خطاب کے بعد معزز حاضرین کے سوالات کے جوابات بھی دیے۔ حضرت شیخ (جنتی) فارسی میں خطاب کر رہے تھے اور مترجم حاضرین کے لیے فارسی سے اُردو میں اور اُردو سے فارسی میں ترجمہ کے فرائض انجام دے رہے تھے۔

حضرت آیۃ اللہ نے سنجیدگی سے سوالات کے جوابات دیے۔ البتہ اُنہوں نے بعض سوالات کا جواب دینا مناسب نہیں جانا۔ مثلاً اسلامی نظریاتی کونسل کے ایک رُکن جناب جاوید احمد غامدی نے اُن سے پوچھا کہ موجودہ وقت میں ایران میں بنکاری کا کیا نظام ہے؟ لیکن حضرت آیۃ اللہ جنتی نے اس سوال کا جواب نہیں دیا۔ اس کے بعد خاکسار نے حضرت آیۃ اللہ جنتی سے پوچھا کہ بنکاری سے متعلق ایرانی بنکوں کے طریقِ کار سے متعلق سوال کا جواب نہیں ملا۔ نیز ایک دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا موجودہ جمہوری ایران میں جاگیرداری نظام موجود ہے یا ختم کر دیا گیا ہے جیسا کہ لیبیا میں ہے۔ نیز کیا موجودہ وقت میں ایران کو ایک فلاحی ریاست (Welfare State) کہا جا سکتا ہے؟ جیسا کہ برطانیہ یا ناروے فلاحی ریاستیں ہیں۔

افسوس! ان سوالات کا کوئی جواب نہ ملا۔

اس اجلاس کے بعد دوپہر کا کھانا سینٹ کے چیئرمین جناب محترم محمد میاں سومرو کے ہاں تھا۔

کھانے میں تنوع کا اہتمام دیدنی تھا۔ مثلاً بریاں گوشت کی سات آٹھ قابیں (Dishes) بنائی گئی تھیں اور اس انداز سے تیار کی گئی تھیں کہ ''کرشمۂ دامنِ دل می کشد کہ جا اینجا است''۔ البتہ یہ سوال بھی ذہن میں بار بار سر اُٹھاتا تھا۔ جس کا ذکر خاکسار نے اپنے ساتھی سے بھی کیا کہ موجودہ وقت میں جب عام لوگوں کو ایک وقت کا کھانا مشکل ہی سے ملتا ہے، کوفتہ و کباب کو کیوں کر حلق سے نیچے اُتارا جا سکتا ہے؟

دوسرے دن ۱۹/فروری کو وفد کی ملاقات صدر پاکستان جناب جنرل پرویز مشرف سے طے پائی تھی۔ کوئی ۲/بجے کے قریب صدر موصوف سے ملاقات ہوئی۔ حضرت آیۃ اللہ جنتی نے صدرِ پاکستان سے شوریٰ نگہ بان کی مذہبی سرگرمیوں اور موجودہ وقت میں اُمتِ مسلمہ کے کردار پر بات چیت کی۔ جناب صدر موصوف (صدرِ پاکستان) نے جس عمدہ انداز سے حضرت شیخ آیۃ اللہ جنتی کے سوالات کے جوابات دیئے۔ اس سے پتہ چلتا تھا کہ جناب صدر موصوف ایک بیدار مغز صدر ہیں اور مسلم دُنیا کی حالیہ پوزیشن کا پورا شعور رکھتے ہیں۔ انہوں نے مسلم امۃ

کی وحدت پر بات کرتے ہوئے کہا کہ مسلم امۃ کی بات کرتے کرتے ہم نہیں تھکتے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایک دفعہ صدر مہاتیر محمد نے اسلامی کانفرنس میں مسلم وحدت کا ترانہ چھیڑا تو سینگال کے وزیر اعظم نے کہا کہ یہ سب باتیں بس باتیں ہی ہیں۔ میرے ملک نے اس تنظیم (اسلامی ممالک کی تنظیم) سے قرض کی اپیل کی تھی۔ جو سنی نہیں گئی۔ جب ہم نے ایک مغربی حکومت سے امداد مانگی تو مل گئی۔ یعنی کہاں ہے امۃ کی وحدت کا ترانہ؟ صدر موصوف نے سنگاپور کی سٹی سٹیٹ کا بھی ذکر کیا۔ اس کی تجارت اور اقتصادی ترقی سے بہت کچھ سیکھا جا سکتا ہے جو قدرتی وسائل نہ ہونے کے باوجود ایشیا میں سب سے آگے ہے! ہم نے اس موضوع پر 'المعارف' میں بھی لکھا تھا کہ صدر لی (Lee) نے سنگاپور کو صحیح معنی میں ترقی یافتہ ریاست بنانے کے لیے تاریخی کردار ادا کیا ہے۔ اس نے اسرائیل سے مدد مانگی۔ جس کا وفد ایک یا دو سال سنگاپور میں رہا اور اسے ترقی یافتہ ملک یا سوسائٹی بنانے کے لیے اقتصادی پروگرام کو عملی شکل دی۔ صدر موصوف کی گفتگو سے صاف عیاں تھا کہ ہمیں منصوبہ بندی سے برابر کام کرنا ہوگا۔ ہم خوابوں کی دُنیا سے جس قدر جلد بیدار ہو جائیں، ہمارے لیے بہتر ہوگا۔ صدر صاحب نے مزید کہا کہ اسلامی نظریاتی کونسل اور ایران میں شوری نگہ باں کے باہمی ثقافتی و اسلامی تعلقات اور تجربات سے مسلم معاشرہ بہت کچھ سیکھ سکتا ہے۔ غرضیکہ یہ دونوں اسلامی ادارے اپنی تاریخی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے دُنیا کے سامنے اسلامی تعلیمات کی روح کو پیش کرنے کا فریضہ ادا کر سکتے ہیں۔ اُن کے ہاں سادہ چائے کا انتظام تھا جسے دیکھ کر مسرت ہوئی۔

ادھر چند سال پہلے ہم ایران گئے تھے۔ طہران سے بذریعہ بس قم گئے جہاں حضرت امام خمینی کی درس گاہ بھی دیکھی جہاں وہ درس دیا کرتے تھے۔ مشہد میں عمدہ کتب خانے دیکھ کر جی خوش ہو گیا۔ ایک ادارہ نے ہمارے وفد کے ہر ممبر کو نھج البلاغۃ کا خوب صورت نسخہ تحفتہً دیا۔ جو متعدد قلمی نسخوں کا خوبصورت عکس تھا۔ خوبصورت اور آباد مسجدیں دیکھ کر اپنی ویرانیٔ قلب ونظر پر رونا آیا۔ حضرت سعدی نے تو ترکوں کے بارے میں کہا تھا: ''روزِ ازل حسن بترکاں دادند'' یہ بات خود اہلِ ایران پر بھی صادق آتی ہے۔

جب حضرت خمینی (رحمۃ اللہ) قائدِ انقلاب کی حیثیت سے پیرس سے طہران پہنچے تو نہ صرف پورا شہر اُمڈ آیا تھا۔ بلکہ خود شاہ کی فوج بھی انقلابیوں کے ساتھ مل گئی تھی اور آقائے شیخ خمینی (رحمۃ اللہ) عالمانہ شکوہ وقار سے شہر میں داخل ہو رہے تھے۔ اس پُرشکوہ منظر کو دیکھتے ہوئے مرحوم ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی نے کہا تھا: ''رشید صاحب! اس تاریخی منظر کو دیکھئے کہ آج حضرت مسیحؑ (حضرت خمینیؒ) یروشلم میں داخل ہو رہے ہیں۔''

بے شبہ آج اہلِ ایران از سرِ نو اپنی اخلاقی، ثقافتی اور سیاسی تاریخ رقم کر رہے ہیں؟ کیا ہم ان سے کچھ سیکھ سکتے ہیں؟ فھل من مدّکر